اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

روزنامہ الفضل — قادیان دارالامان

ایڈیٹر غلام نبی

THE DAILY ALFAZL, QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان — قیمت فی پرچہ دو پیسے

جلد ۲۶ | ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ | یوم چہار شنبہ | مطابق ۲۴ اگست ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۹۴

جماعت احمدیہ کے متعلق قادیان کی موجودہ پولیس کا ناروا رویہ

ذمہ وار افسروں کی فوری توجہ کی ضرورت

یہ ایک عجیب بات ہے۔ کہ جب بھی معاندین احمدیت مرکز احمدیت اور امام جماعت احمدیہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذات بابرکات کے خلاف کوئی فتنہ اور شرارت شروع کرتے ہیں۔ تو ساتھ ہی مقامی پولیس کے رویہ میں بھی نمایاں تغیر واقعہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایسا طریق اختیار کر لیتی ہے جس سے صریح طور پر فتنہ پردازوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اور وہ خواہ مخواہ ایسی حرکات کا ارتکاب شروع کر دیتے ہیں۔ جو ہمارے لئے سخت تکلیف دہ اور اشتعال انگیز ہوتی ہیں۔ اس کی تازہ مثال اس واقعہ سے مل سکتی ہے۔ جس کا ذکر ۲۱ اگست کے "الفضل" میں کیا جا چکا ہے اور جس میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک معزز رکن۔ اور ذمہ وار فرد جناب خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کی توہین کرنے کی ایک معمولی کانسٹیبل نے کوشش کی۔ اور اس وقت کی۔ جبکہ وہ خود حکومت کے ایک فیصلہ کی خلاف ورزی کر رہا۔ اور مصری پارٹی کے ایک شخص عبد الرب کے ساتھ ایک ایسے پرائیویٹ راستہ پر سے جا رہا تھا جہاں سے گزرنے کا عبد الرب کو کوئی حق نہیں ہے۔ اور گورنمنٹ ہمیں اطلاع دے چکی ہے۔ کہ وہ مخرجین کو ایسے پرائیویٹ راستوں پر سے نہ گزرنے کی اطلاع دے چکی ہے:۔

گورنمنٹ کے اس فیصلہ کے باوجود عبد الرب مخرج کا ممنوع راستہ پر سے گزرنا اور ساتھ کے کانسٹیبل کا نہ صرف اُسے نہ روکنا۔ بلکہ ساتھ ہو کر گزارنا۔ اور پھر نمبر دریافت کرنے پر جماعت احمدیہ کے ایک ذمہ وار کارکن کے ساتھ گستاخی کا رویہ اختیار کرنا اور خاص انداز سے لاٹھی دکھانا ایک ایسی حرکت ہے جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ دیدہ دانستہ طور پر فتنہ انگیزی کے لئے کی گئی تھی:۔

مقامی پولیس کے اس رویہ کی یہ پہلی ہی مثال نہیں۔ اس سے قبل بھی حال ہی میں ناروا حرکات رونما ہو چکی ہیں مثلاً ۲۶۔ جولائی کو حافظ محمد شفیع صاحب انچارج تھانہ صدر بٹالہ نے جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس کے حکم کے ماتحت پولیس کی نفری مقیم قادیان کی شناخت کرانے کے لئے پریڈ کرائی۔ اور جب ان میں سے زیر الزام چار پولیس کانسٹیبلوں کو شناخت کیا گیا۔ تو اُن میں سے دو نے پولیس چوکی سے باہر آ کر شناخت کرنے والوں کو فحش گالیاں دیں۔ جس پر اسی وقت انچارج صاحب تھانہ کو رپورٹ کی گئی۔ اور اس کی اطلاع ۲۸ جولائی کو سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر کی خدمت میں بھی بھیجی گئی جس پر انہوں نے تحقیق کرنے کا حکم دیا۔ اور ثابت ہونے پر نظارت امور عامہ کو اطلاع دی۔ کہ آئندہ اگر اس قسم کی شکایت ہوئی۔ تو سزا دی جائے گی۔ سردست تنبیہ کر دی گئی ہے۔ یہ اطلاع حافظ محمد شفیع صاحب زبانی لائے اس قدر کارروائی پر ہمیں اطمینان ہو گیا۔ اور ہم نے سمجھا۔ کہ آئندہ اس قسم کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوگا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ پولیس کے ایک کانسٹیبل کی طرف سے پھر نہایت اشتعال انگیز حرکت عمل میں آئی ہے:۔

دراصل پولیس پبلک کی خادم ہے اور اس کے فرائض میں یہ امر داخل ہے کہ وہ امن کے قیام اور انسانیت سوز افعال کی روک تھام کے لئے ہر ممکن کوشش کرے۔ لیکن اگر اس کا کوئی فرد ایک لحظہ کے لئے بھی اپنے اس فرض کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتا۔ یا اپنے آپ کو پبلک کا خادم سمجھنے کی بجائے ان افعال کا ارتکاب کرتا ہے۔ جن کو روکنا اس کا فرض ہے۔ تو یہ نہ صرف اس کے اخلاقی تسفل کا ایک بدترین نمونہ ہوگا۔ بلکہ اس بات کا بھی ثبوت ہوگا۔ کہ حکومت کے ارباب حل وعقد محکمۂ پولیس کو مفید بنانے میں بُری طرح ناکام ہو رہے ہیں:۔

افسوس ہے۔ کہ حکومت پنجاب عام طور پر محکمۂ پولیس کے افراد کو ابھی تک اتنی بات نہیں سمجھا سکی۔

کہ وہ اپنے آپ کو پبلک کا خادم سمجھے۔ اور رعونت۔ تکبر۔ بد کلامی۔ گالی گلوچ اور تہذیب و شائستگی سے عاری امور سے کلیتہً اجتناب کرے۔ اگر محکمہ پولیس کے اعلےٰ آفیسرز اور حکومت پنجاب کے ذمہ وار اراکین اس امر کی طرف توجہ کرتے۔ اور وہ پولیس کے افراد کو مہذب بنانے اور دائرہ انسانیت کے اندر رہ کر اپنے فرائض ادا کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو یقیناً آج پنجاب کی فضا بہت حد تک تکدر سے صاف ہوتی۔ مگر جب پولیس کا کوئی ملازم ہی تہذیب و شائستگی سے ہاتھ دھو بیٹھے اور کسی معمولی سی بات سے طیش میں آکر انسانیت سوز فعل کا ارتکاب کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ تو عام پبلک کے متعلق یہ شکوہ کیونکر کیا جا سکتا ہے کہ وہ محکمہ پولیس کے افراد کو احترام کی نظر سے نہیں دیکھتی۔ اگر حکومت پبلک سے یہ توقع رکھتی ہے۔ کہ وہ امن کو قائم رکھے اور خلاف آئین افعال کے ارتکاب سے بچنے میں پولیس کی مدد کرے۔ تو اس کا اولین فرض ہے کہ وہ محکمہ پولیس کے افراد کو بتا دے کہ پبلک کے خادم۔ قانون کے محافظ اور سب سے زیادہ خود قانون کے پابند ہیں۔

ہمیں انتہائی رنج اور افسوس ہے کہ ایک کنسٹیبل نے ہماری جماعت کے نہائت معزز فرد جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کے مقابلہ میں ایسا رویہ اختیار کیا۔ جو بے حد گستاخانہ تھا۔ اور محکمہ پولیس کے لئے نہائت بدنامی کا موجب۔ وہ راستے جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور آپ کے خاندان کی ذاتی ملکیت ہیں۔ اور جو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکانات کے اردگرد سے گزرتے ہیں۔ کسی معاند اور کھلے دشمن کو قطعاً حق حاصل نہیں ہے۔ کہ ان پر سے گزرے۔ اور جب حکومت کی طرف سے بھی اس بارے میں ممانعت ہو چکی ہے۔ تو پھر ان رستوں پر کسی ایسے شخص کے گزرنے کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ وہ اور اس کے ساتھ پولیس کا کنسٹیبل دیدہ دانستہ حکومت کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اور جب ان کی توجہ اس طرف دلائی جاتی۔ اور کنسٹیبل سے اس کا نمبر دریافت کیا جاتا ہے۔ تو کانسٹیبل گستاخی کرنے پر اتر آتا ہے۔ یہ دیدہ دلیری کے ساتھ سینہ زوری کی ایک شرمناک مثال ہے۔ اور ضروری ہے۔ کہ افسران بالا اس کے متعلق مناسب کارروائی کریں۔

تحریک قرضہ ایک لاکھ

اس تحریک میں جو روپیہ قرض لیا گیا۔ اس کی رسیدوں پر واپسی قرضہ کی تاریخیں درج ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ تاریخ واپسی سے کم ازکم ایک ہفتہ قبل اصل رسید دفتر ہذا میں ارسال فرما کر اپنی رقم کا بروقت مطالبہ فرما لیا کریں۔ رسید بھیجتے وقت یہ بھی تحریر فرمائیں کہ قرضہ کا روپیہ کس طریق سے ادا کیا جائے۔ آیا یہاں خزانہ میں ان کے حساب میں جمع کر دیا جائے۔ یا انکے پاس بھیجا جائے۔ احباب کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔ کہ اب تک اس قرضہ میں سے قریباً بیس ہزار روپیہ واپس دیا جا چکا ہے۔ ناظر بیت المال قادیان

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۲ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۸½ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو خدا تعالےٰ کے فضل سے آج بخار اور سردرد تو نہیں۔ البتہ کسی قدر ضعف کی شکائت ہے۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو پیچش کی تکلیف ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں۔

صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق کلکتہ سے آج بذریعہ ٹیلیفون معلوم ہوا ہے۔ کہ بخار میں خدا تعالےٰ کے فضل سے تخفیف ہے کامل صحت کے لئے دعا کی جائے۔

صاحبزادہ وسیم احمد سلمہ اللہ تعالےٰ ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بفضل خدا آرام ہے۔

خانصاحب منشی برکت علی صاحب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مستقل جائنٹ ناظر بیت المال مقرر فرمایا ہے۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۸ اگست ۱۹۳۸ء تک بیعت کرنے والوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	نمبر	نام
۹۷۶	خورشید حسین صاحب ملتان	۹۸۲	زینب بیگم صاحبہ انت ناگ
۹۷۷	رحمت اللہ صاحب تھرپارکر	۹۸۳ تا ۹۹۰	معراج الدین صاحب معہ اہل وعیال ۷ کس } گورداسپور
۹۷۸	عنائت اللہ صاحب "	۹۹۱	مرزا بشیر احمد صاحب "
۹۷۹	محمد رمضان صاحب "	۹۹۲	مرزا افضل حق صاحب "
۹۸۰	K.P. Zubair Malabar	۹۹۳	محمد بی بی صاحبہ "
۹۸۱	غلام فاطمہ صاحبہ انت ناگ	۹۹۴	خورشید بیگم صاحبہ "

خلافت جوبلی فنڈ میں انفرادی طور پر حصہ لینے والوں کے وعدے

بسلسلہ سابق حسب ذیل احباب نے حسب ذیل رقوم کا خلافت جوبلی فنڈ میں وعدہ ارسال کیا ہے جو شکریہ کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔ دوسرے احباب سے بھی جو کسی جماعت میں شامل نہیں توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ بھی اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ہر ایک دوست کا وعدہ اسکی ماہوار آمد سے کسی صورت میں بھی کم نہ ہونا چاہیئے۔

مولوی عبدالقادر صاحب کمپونڈر پورٹ تمانی 55/8 سید مسعود احمد صاحب بھلور -/55 منشی حاجی محمد صاحب پٹواری موضع ہریچند -/25 میاں شیر محمد صاحب اسٹریلیا -/44 مولوی غلام محی الدین صاحب ڈرائیور بنوں -/45 سید تبارک حسین صاحب ہرکاکا نا ضلع ہزاری باغ 33/8 - مرزا محمد اسحٰق صاحب آف پٹی چک ۱۶۵ -/15 - منشی احمد حسین شیخ کریم اللہ صاحبان پائل -/15 - حکیم محمد نذیر الدین صاحب منگریل -/8 مبارک اللہ صاحب زمیندار سکول یوپی 6/8 ناظر بیت المال

مسائل وراثت بر آیات قرآن کریم

از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ

لفظِ اُم کے مفہوم کی وسعت

جس طرح اولاد کا لفظ دُور و نزدیک کی تمام اولاد پر۔ اور آباء کا لفظ باپ دادا پردادا۔ اور اس سے اوپر کے تمام اجداد پر حاوی ہے۔ اسی طرح امہات میں تمام مادری اور پدری جدات داخل ہیں۔ اور تین شرائط کی پابندی سے وُہ سب ماں کا اصلی حصہ جو $\frac{1}{6}$ ہوتا ہے۔ پا سکتی ہیں جس میں وُہ سب حصہ دار ہونگی۔ جن میں سے پہلی شرط یہ ہے۔ کہ قریب تر جدّہ کی موجودگی میں اس سے دُور کی جدّہ وارث نہیں ہوگی۔

دوسری شرط یہ ہے۔ کہ جس واسطہ سے میت اس کی طرف منسوب ہوتی ہو اس کی موجودگی میں وہ وارث نہیں ہوگی۔ اور تیسری شرط یہ ہے۔ کہ اس جدہ کے درمیان اور میت کے درمیان کوئی غیر وارث شخص واسطہ نہ ہو۔

مستحق وراثت جدات کی چند مثالیں

ان شرائط کے ماتحت نانی وارث ہوگی۔ بشرطیکہ میت کی ماں فوت ہو چکی ہو۔ ورنہ نہیں۔ کیونکہ ماں اقرب ہوتی ہے۔ اور نانی ابعد۔ اور ماں بلاواسطہ وارث ہوتی ہے۔ اور نانی بالواسطہ۔ اور واسطہ موجود ہے۔ اور دادی بھی وارث ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ میت کے والدین فوت شدہ ہوں۔ ورنہ نہیں۔ کیونکہ دادی باپ کے واسطے سے میت کی جدّہ بنتی ہے۔ اس لئے واسطہ یعنی باپ کی موجودگی میں وارث نہیں ہوگی۔ اور ماں بلاواسطہ میت سے تعلق رکھتی ہے اور دادی بالواسطہ۔ اور بلاواسطہ کی موجودگی میں واسطہ دار وراثت کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ اور اگر والدہ فوت ہو چکی ہے اور والد موجود ہے۔ اور نانی بھی موجود ہے اور دادی بھی۔ تو نانی وارث ہو جائیگی کیونکہ اس کے لئے کوئی روک موجود نہیں ہے۔ مگر دادی وارث نہیں ہوگی کیونکہ وُہ والد کے واسطے سے میت کی جدّہ قرار پاتی ہے۔ پس اس کی موجودگی میں وارث نہیں ہوگی۔ اور اگر والدین فوت شدہ ہیں۔ اور نانی اور دادی دونوں موجود ہیں۔ تو دونوں وارث ہونگی۔ اور بارھواں بارھواں حصہ پائیں گی۔ کیونکہ ان میں سے کسی کے لئے کوئی روک موجود نہیں ہے۔ اور والدین وفات یافتہ ہیں۔ اور دادی اور پرنانی موجود ہیں۔ تو دادی وارث ہوگی۔ اور پرنانی کو کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ اس کی نسبت ایک قریب تر جدّہ موجود ہے۔ اور اگر والدین اور دادا دادی۔ نانا۔ نانی سب وفات یافتہ ہیں مگر دادا کی ماں۔ دادی کی ماں۔ نانا کی ماں اور نانی کی ماں موجود ہیں۔ تو نانا کی ماں کے سوا باقی تینوں جدات وارث ہونگی۔ اور اٹھارھواں اٹھارھواں حصہ پائیں گی۔ اور نانا کی ماں کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ نانا وارث نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کے واسطہ سے کوئی جدّہ وارث نہیں ہو سکے گی۔

زوجین کا حصّہ

اولاد کے کسی فرد کی موجودگی میں خواہ وُہ دُور کی اَولاد میں سے ہو۔ یا قریب کی نسل سے۔ خاوند کو $\frac{1}{4}$ حصہ ملے گا۔ اور بیوی کو $\frac{1}{8}$ حصہ۔ اور اولاد کی غیر موجودگی میں خاوند کو $\frac{1}{2}$ حصہ ملے گا۔ اور بیوی کو $\frac{1}{4}$ حصہ۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے لڑکیوں کی اولاد احکام وراثت کی رُو سے میت کی اولاد میں محسوب نہیں ہوگی۔ اور اگر بیویاں کئی ہوں۔ تو ان سب کا مجموعی حصہ میت کی اولاد کی موجودگی میں $\frac{1}{8}$ اور غیر موجودگی میں $\frac{1}{4}$ ہوگا۔ اور ان کے حقوق ترکہ میں مساوی ہوں گے۔ اور اگر ان میں سے کسی کا حق مہر خاوند کے ذمہ واجب الادا ہو۔ تو وُہ قرضہ میں محسوب ہوگا۔ اور حصۂ وراثت اس کے علاوہ ہوگا۔ اور وفات یافتہ میاں یا بیوی کی بجائے اور کوئی شخص وارث نہیں ہوگا۔ کیونکہ میاں اور بیوی کے مفہوم میں کوئی وسعت نہیں ہے۔ (ہاں رجعی طلاق کی صورت میں عدت کے اندر جبکہ بغیر تجدید نکاح خاوند اپنی بیوی کو ازسرنو گھر میں آباد کر سکتا ہے) اگر وفات ہوئی ہو۔ تو عورت اپنے خاوند کی۔ اور اس کا خاوند اپنی اس مطلقہ بیوی کا وارث ہوگا۔ اگر رجوع نہ کیا ہو۔

مادری بھائیوں اور بہنوں کا حصّہ

قرآن کریم میں مادری بھائیوں اور بہنوں کا حصہ الگ بیان ہوا ہے۔ اور حقیقی اور پدری بھائیوں اور بہنوں کا الگ مادری بھائیوں اور بہنوں کے متعلق جو آیت ہے وُہ یہ ہے۔ وان کان رجل یورث کلالۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منھما السدس فان کانوا اکثر من ذالک فھم شرکاء فی الثلث من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین غیر مضار۔ یعنی اگر مرنے والا کلالہ ہو۔ جس کی اولاد بھی نہ ہو اور آباء بھی سب فوت ہو چکے ہوں۔ اور نکاحی تعلق کی رُو سے اس کا کوئی بھائی یا بہن موجود ہو۔ تو بھائی کا حصہ بھی $\frac{1}{6}$ ہوگا۔ اور بہن کا حصہ بھی $\frac{1}{6}$۔ اور اگر ان کی تعداد ایک سے زیادہ ہو تو ان سب کو مجموعی طور پر $\frac{1}{3}$ حصہ ملے گا۔ جس میں وُہ بلا امتیاز نرینہ اور غیر نرینہ کے برابر کے حصہ دار ہوں گے اور اگر میت کی کوئی وصیت بھی ہو یا اس کے ذمہ کوئی قرض ہو۔ تو ان ہر دو کی ادائیگی وارثوں کے حق پر مقدم ہوگی۔ اور وصیت کی خاطر قرض کی ادائیگی پر کوئی اثر ڈالنا جائز نہیں ہوگا۔ بلکہ جب تک قرض ادا نہ ہو۔ وصیت کو ناقابلِ تعمیل شمار کیا جائے گا۔

پس اگر میت کی اولاد کا کوئی فرد موجود ہو۔ یا اس کے آباء میں سے کوئی موجود ہو۔ تو اس کے مادری بھائیوں اور بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ ہاں امہات کی موجودگی میں وُہ وارث ہو سکتے ہیں کیونکہ کلالہ ہونے میں امہات کی غیر موجودگی کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اور اگر میت کے حقیقی بھائی یا بہنیں بھی موجود ہوں۔ اور مادری بھی۔ تو گو وُہ سب میت کے مادری بھائی بہنیں ہونے میں دراصل برابر ہونگے۔ مگر مادری بھائیوں اور بہنوں کے حصہ میں حقیقی بھائیوں اور بہنوں کا کوئی دخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس حصہ کی بناء قرآن کریم نے نکاحی تعلق پر رکھی ہے۔ اور نسبی رشتہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں رکھا جس کا روشن ثبوت یہ ہے کہ ان کو زوجین کے ساتھ ملا کر ذکر کیا گیا ہے۔ اور زوجین کا اور ان کا ایک ہی آیت میں ذکر ہوا ہے۔ جیسا کہ اولاد اور آباء کا ذکر اکٹھا ایک ہی آیت میں یکے بعد دیگرے کیا گیا ہے۔ سو چونکہ صلبی اور نسبی رشتہ کے بھائیوں اور بہنوں کا جداگانہ ذکر موجود ہے۔ اور اس جگہ صرف نکاحی رشتہ کا ذکر ہے (مادری بھائیوں اور بہنوں کا باہمی رشتہ دراصل محض نکاحی تعلق پر مبنی ہوتا ہے) اس لئے حقیقی بھائی اور بہنیں اس حصہ میں مادری بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ شریک نہیں ہونگے۔ اور نہ ہی مادری بھائیوں یا بہنوں کا وجود حقیقی یا پدری بھائیوں اور بہنوں پر اثر انداز ہوگا۔ اور نہ ہی اس کے برعکس ایک فریق کا دوسرے کے حصہ پر کوئی اثر ہوگا۔ اور ہر ایک فریق دوسرے فریق کی موجودگی میں وارث ہو سکے گا۔

مادری بھائی اور بہن کا مفہوم

اور جس طرح میاں یا بیوی کی غیر موجودگی میں ان کی بجائے اور کوئی شخص وارث نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح مادری بھائیوں یا بہنوں کے وفات یافتہ ہونے کی صورت میں ان کی بجائے اور کوئی شخص وارث نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ رشتہ بھی نکاحی ہی ہے۔ اور نکاحی رشتہ میں کوئی شخص کسی دوسرے کے واسطہ سے وارث نہیں ہو سکتا۔

تحریکِ خدام الاحمدیت اور حلف الفضول

(۱)

بنی نوع انسان کے باہمی تعلقات کی حقیقی بنیادیں روحانیت اور تعلق باللہ پر قائم ہیں۔ شخصی زندگی ایک بے حقیقت شے ہے۔ انسانیت حیاتِ اجتماعیہ سے عبارت ہے۔ لیکن جب دنیا سے روحانیت اٹھ جاتی ہے۔ تو اجتماعی زندگی میں بھی خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان ایک دوسرے کو ملتے ہیں۔ شائد وہ پہلے سے زیادہ تکلفانہ انداز سے تبادلۂ سلام و پیام کرتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ ان کے الفاظ میں بظاہر زیادہ لوچ۔ نزاکت اور تواضع نظر آئے۔ مگر حقیقتاً دل انسانی مواخات و مواسات سے یکسر خالی ہوتے ہیں۔ ہر ایک کو اپنے مطلب سے غرض اور اپنی غرض کی دھن ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی ہمدردی مفقود ہو جاتی ہے۔ کوئی کسی کی تکلیف میں ساجھی نہیں ہوتا۔ عملی ایثار تو بالکل ہی کالعدم ہوتا ہے۔ الغرض مواساتِ انسانی کی بنیادیں کھوکھلی ہو کر رہ جاتی ہیں۔

(۲)

قریباً تیرہ سو پچاسی سال گذرے ربع مسکوں بالعموم اور ملک عرب بالخصوص انہی حالات سے گزر رہا تھا۔ بدی معصیت اور فسق و فجور کے ساتھ ساتھ آزاد طبع عربی قبائل ہر قسم کی فحاشی کے مرتکب اور اس پر مفتخر تھے۔ قلوب ایک دوسرے کی محبت سے بیگانہ بلکہ انسان بھائیوں کے گلے کاٹنے کو مستعد تھے بیسیوں سالوں سے خونیں معرکے جاری تھے۔ حرب فجار ابھی تک نتائج کے لحاظ سے ختم نہ ہوئی تھی۔ انسانوں کے اجتماعی گروہ اس وقت بھی موجود تھے۔ لیکن ایک دوسرے کے خلاف متحارب شائد ہی کوئی دن خالی جاتا ہو گا جب اس باہمی چپقلش کا سلسلہ ملتوی ہو جاتا ہو۔ اس روز روز کے ٹکراؤ اور آویزش کی ظاہری وجہ خواہ کچھ ہی ہو۔ لیکن اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اصل میں دل اللہ کے خوف سے خالی اور قلوب روحانیت سے قطعی معرا تھے۔ ایسے ماحول میں اجتماعی زندگی ہوتی تو کیسے؟ وہاں تو کسی کے حقوق ہی محفوظ نہ تھے۔ ایسے حالات میں مظلوم کی دادرسی کون کرتا یتیموں کی آہیں اور بیواؤں کی فریادیں کون سنتا؟ ظالم کے ہاتھ کیسے رکے جاتے؟ اصلاح خلق کے کام کس طرح سرانجام دیئے جاتے؟ اس ماحول میں تو سوشل اور تمدنی تعلقات کا قیام بالکل ہی ناممکن تھا۔

(۳)

انہی تیرہ بخت لوگوں میں ایک مجسم نور پرورش پا رہا تھا جس پر چند ہی سالوں بعد الہام الہٰی کے انوار کی بارش ہونے والی تھی۔ وہ سارے جہانوں اور سب زمانوں کا مقدس ترین انسان تھا۔ اور کائنات عالم میں تخلیق الہٰی کا اعلےٰ ترین نمونہ۔ اس کی طبیعت نہایت نیک تھی اور سراسر پاک۔ اس کی طینت محبت الہٰی اور کائنات عالم کے ذرے ذرے کی ہمدردی سے خمیر کی گئی تھی۔ اس کا دل مشرق و مغرب کے انسانوں کی محبت سے معمور تھا۔ وہ اس بھیانک ماحول کو دیکھ کر نہایت بےچین تھا۔ اگرچہ وہ ابھی تک مقام نبوت و رسالت سے سرفراز نہ کیا گیا۔ لیکن اس کا ہمدرد دل اضطراب و بےقراری کے ساتھ ان مشکلات کا حل تلاش کر رہا تھا۔ ناگاہ اس تاریکی میں رحمتِ الہٰی کی تجلی ظاہر ہوئی مختلف قبائل کے چند نیک خیال لوگوں نے امین و کریم محمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشورہ سے ایک معاہدہ کی بنا ڈالی۔ جو تاریخ میں حلف الفضول کے نام سے مشہور ہے۔ چند شریف النفس اور سعید الفطرت انسان جمع ہوئے اور انہوں نے اقرار کیا کہ وہ آیندہ ہمیشہ مظلوم کی حمائت اور مسافروں کی حفاظت کریں گے۔ حقدار کو اس کا حق دلوانے کی کوشش کرنا ان کا فرض اولیں ہو گا اور غریبوں اور ناداروں کی مدد ان کا اہم ترین مقصد۔ گویا ان نیک خو انسانوں نے اپنے وجود خدمتِ خلق قیام امن و تمدن اور حیات اجتماعیہ کی استواری کے لئے وقف کر دیئے۔ یہ فضیلتوں کا جامع معاہدہ تاریخ عالم میں تاقیامت یادگار رہے گا۔ اگرچہ ایام جاہلیت کی ان مہیب اور پرہول پر از معصیت فضاؤں میں چند ہی یوم میں بھولا بسرا ہو گیا لیکن وہ شرائط جن کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صدق دل سے اقرار کیا وہی آیندہ زندگی میں حضور کے مقصد نبوت کے اہم اجزا بنے۔ اس معاہدہ کی عظمت و شان اس امر سے ظاہر ہے۔ کہ جب کئی سال بعد حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر آیا۔ تو حضور نے اس معاہدہ کی قدر و قیمت کا اندازہ کرانے کے لئے سرخ اونٹوں کی مثال دی۔ عرب کے بےآب و گیاہ لق و دق۔ چٹیل صحراؤں میں اونٹ سے زیادہ قیمتی چیز کونسی ہو گی۔ اور پھر سرخ اونٹ جو ملک عرب میں بہترین نسل سمجھے جاتے اور نہایت بیش قیمت اور کمیاب ہوتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”اس معاہدہ کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں نہ بدلتا۔“ (طبقات ابن سعد)

پھر فرمایا۔

”اگر آج اسلام کے زمانے میں بھی مجھے کوئی ایسی قسم کی طرف بلائے تو میں اس پر لبیک کہوں گا۔“ (ابن ہشام)

(۴)

بھائیو! خدام الاحمدیت کی تحریک اسی عظیم الشان معاہدہ کی تجدید ہے جس فریضہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عین عنفوان شباب میں ادا فرمایا تھا۔ اسی شاہراہ پر گامزن ہونے کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے احمدی نوجوانوں کو دعوتِ عمل دی ہے۔ وہ معاہدہ اس عظمت کا تھا کہ غیر بھی اس میں شامل ہوئے اور یہ تحریک اس شان کی ہے کہ اس کے ماتحت غیروں کی خدمت بھی ہم پر اسی طرح فرض ہے جس طرح اپنوں کی۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوانی کے عہد میں جو سب سے اہم کام کیا۔ آج احمدی نوجوانوں سے بھی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اسی اسوہ حسنہ کی اتباع کا مطالبہ فرماتے ہیں سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس معاہدہ میں شامل ہونا بصد مسرت و انبساط قبول فرمایا۔ ظل محمد کے جانشین سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود بھی ہمیں اسی عہد کے حامل بنانا چاہتے ہیں۔ معاہدہ کی جو شرائط حلف الفضول میں تھیں۔ وہ سب سیدنا فضل عمر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس جامع فضائل تحریک کے پروگرام میں رکھدی ہیں۔ اس لئے اے احمدی نوجوانو! یہ تحریک نہائت اہم ہے۔ شریعت اسلامیہ جس نظام تمدن کو قائم کرنا چاہتی ہے۔ دجالی اور طاغوتی قومیں۔ یاجوج ماجوج کی طاقتیں۔ مغربیت کے مکر و فریب سے پر حیلے سب اس کے خلاف صف آرا ہیں۔ ظاہری تہذیب و تکلف بےشک موجود ہے مگر دل حقیقی انسانی ہمدردی اور صحیح مواسات سے قطعاً خالی ہیں۔ احمدیت نے روحانیت اور خشیت اللہ کی بنیادوں پر انسانی قلوب کو متحد کرنا ہے۔ اجتماعی زندگی کو اس کی تمام خوبیوں کے ساتھ قائم کرنا ہے۔ اسلامی تمدن کو سارے عالم پر محیط کر دینا اس کا مقصدِ اولیٰ ہے۔ تحریک خدام الاحمدیت انہی بلند مقاصد کے ساتھ احمدی نوجوانوں کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ پس اس میں شامل ہونا اور اس کے پروگرام پر سرگرمی۔ استقلال اور تندہی سے عمل پیرا ہو جانا ہر احمدی نوجوان کا فرض ہے۔

خاکسار۔ خلیل احمد ناصر

یہاں اور وہاں

(۱) حیدرآباد اور آریہ سماج (۲) حیدرآباد۔کشمیر (۳) ہندی اور پنجاب

(الحاج مولانا نیر کے قلم سے)

(۱)

مُسلم ہندوستان کی سیاسی مثلث کا ایک زاویہ بنگال اور دوسرا زاویہ پنجاب ہے۔ان کے علاوہ زاویۃ الراس Vertex angle حیدرآباد ہے۔ اور بقیہ ہندوستان ان کے درمیان کا ہندو رقبہ ہے۔ دانا دشمن اس مثلث کے زور یا اس کی اہمیت کو جانتا ہے۔ اور بیک وقت اس کا ان تینوں جگہ حملہ ہے۔بنگال میں مسٹر فضل حق نے علانیہ مسلم مفاد کی حمایت کی ہے۔ پنجاب میں وزیراعظم مسلم انقلاب کو اپنے گھر کی چیز سمجھتے اور مسلم لیگ کے حامی ہیں۔ حیدرآباد نے اب بگڑی ہوئی حالت کو درست کرنا شروع کیا ہے۔ جو باغیانہ کوششیں شورش پسندانہ منصوبے اسلام و بانئے اسلام علیہ السلام پر حملے۔ امن پسند شہریوں کی ہتک۔ خفیہ سازشیں رعایا کے مختلف فرقوں میں تنفر پھیلانے کی کوششیں سابقہ حکام کی چشم پوشی سے جاری تھیں وہ اب طشت از بام ہو چکی تھیں۔ اور جو آریہ سماج ۱۹۳۱ء میں اس بہانہ سے کہ سر مہاراجہ صدراعظم بہادر کو شمولیت جلسہ کی دعوت کیلئے جلوس نکلیگا۔ نگر کیرتن کی اجازت لے سکتی تھی۔" وہ اب رحمت یار جنگ کوتوال اور نئے باب حکومت کے سامنے اور بیدار شدہ مسلمانوں کے باعث اپنی چالوں میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے نیز یہ سمجھکر کہ خفیہ تیاریاں تواب کافی ہو چکی ہیں۔ حکومت نظام کے رویہ اور اثر سے آریہ سماج حیدرآباد کے بانی اور باپ پنڈت کیشو راؤ تمام ملک میں آریہ سماج کی بنیادیں مضبوطی سے رکھ گئے ہیں۔ اور کہ گذشتہ چند سالوں میں مسلمانوں کی غفلت آزمودہ کار عہدہ داران مسلم مبلغین کی عدم موجودگی اور خدمت اسلام کے کوتاہ اندیش مدعیوں نے میدان صاف کر دیا ہے۔

اب ۱۹۳۱ء کی ۵۲ آریہ شاخوں کی جگہ ۲۰۰ آریہ سماجیں ہو چکی ہیں۔ اور سناتن دھرمی ڈر کر غیر جانبداری کی بجائے آریوں کی ہاں میں ہاں ملانے لگے ہیں۔ اس لئے موقعہ ہے کہ حیدرآباد کو دبایا جائے۔ اور اردگرد کی حکومتوں میں آریہ سماجی عہدیداروں کی وجہ سے یہ جرأت اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ اسوقت آریوں کا ہر اخبار اور ہر آریہ انجمن حکومت نظام اور مسلمانان حیدرآباد کے منہ آرہی ہے۔ اور شمالی ہند کے آریوں کو خصوصیت سے تیار کیا جارہا ہے۔ کہ حیدرآباد کے خلاف ستیہ گرہ وغیرہ میں حصہ لیں۔

چونکہ تقاضائے انصاف یہ ہے۔ کہ اگر آریہ سماج کی شکایات میں کوئی اصلیت ہے۔ تو ان کو دفع کیا جائے۔ اور رعایا کے ہر طبقہ کے ساتھ مساوی حسن سلوک کیا جائے۔ اس لئے حکومت حیدرآباد کا فرض ہے۔ کہ آریہ سماج کی جائز شکایات کا انسداد کرے۔ لیکن ہمارا علم ہے کہ حیدرآباد میں آریوں کو کوئی حقیقی شکایت نہیں۔ صرف یہ دکھ ہے کہ حیدرآباد مسلمان کیوں ہے؟ شکایت تو حقیقتاً مسلمانوں کو ہونی چاہئیے کیونکہ غفلت شعار ناواقف حکام نے آریہ پراپیگنڈا کو اس طرح بے روک ٹوک پھیلنے دیا۔ دیانندجی کی نندا کرنے پر تو پنڈت مادھو آچاریہ کی کتاب رنگیلا رشی ضبط ہوئی مگر سناتن دھرمی پنڈت کالو رام اور آچاریہ راج نارائن اور مہاراج ڈنڈی سوامی کی ہتک پر کچھ نہ ہوا۔ ہم نے خود سناتن دھرمی جلسوں میں دیانند کی جے کے نعرے سنے۔ احمدیہ قبرستان کے دروازہ پر "اوم نمستے" کا اشتہار گذشتہ مرتبہ ہم نے اپنے سامنے صاف کرایا۔ باوجود اس کے حیدرآباد میں آریہ سماجی اب تک اعلیٰ عہدوں پر متعین ہیں۔ اور تازہ فسادات میں دھوکہ دیکر مسلمان نوجوانوں کو گلبرگہ اور بلدہ میں قتل کرنے کا الزام زیر تحقیقات ہے۔ آریہ مقتولوں کے مقدمات بھی زیر تفتیش ہیں۔ انصاف کی اتنی کوشش ہو رہی ہے کہ آریوں کو کسی ہندو ریاست میں اس کی امید نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بعض عہدہ دار معطل ہیں۔

پس ہم آریہ سماج کے شرفاء سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ حیدرآباد کو محض اسلامی ریاست سمجھکر اس کی مخالفت نہ کریں اور اسے ہندو مسلم سوال نہ بنائیں۔

(۲)

ہندوستان کی دو بڑی قوموں کو دو بڑی ریاستوں سے خاص تعلق ہے یعنی شمالی ہند میں کشمیر ہے جس کی ۹۵ فیصدی مسلم آبادی ہے۔ اور جسے انگریزوں نے فتح کر کے فروخت کر دیا۔ اور اس کی رعایا کے ساتھ مسلمانوں کی عدم توجگی کے باعث نہایت وحشیانہ سلوک ہوتا رہا ہے۔

دوسری ریاست نظام حیدرآباد ہے جس کی آبادی بقول آریہ سماج ۸۳ فیصدی ہندو ہے۔ اور واقف حال لوگوں کی نظروں میں اچھوتوں سنگایتوں دوسری دراوڑ اقوام کو نکال کر ہندو ۲۵ فیصدی سے زیادہ نہیں۔ تاہم آریہ سماج کی اس ریاست پر نظر ہے۔ سیاسی ہندو اسے ایک آنکھ نہیں دیکھ سکتے۔ اگرچہ ریاست نظام حقیقتاً ایک بادشاہت ہے جسے انگریزوں نے کبھی فتح نہیں کیا۔ اور اسی لئے اس کا فرمانروا یار وفادار اور حلیف کہلاتا ہے۔ مگر بدقسمتی اور شامت اعمال سے یہ سلطنت انگریزی حکمت عملی کے باعث عملاً دوسری ریاستوں کے مطابق شمار ہونے لگی ہے۔ اور اس کے معاہدے اور روایات نظر انداز کئے جاتے ہیں۔ مگر حیدرآباد ایک ترقی یافتہ حکومت ہے۔ اس کی رعایا خوش حال ہے۔ وہاں کی عدالت العالیہ انصاف میں خاص شہرت رکھتی ہے۔ حیدرآباد کے خطرناک دشمن بھی کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ کہ فرقہ وارانہ فسادات میں ہائیکورٹ نے مسلمانوں کی سزاؤں کو اپیل پر زیادہ کر دیا۔ اور راجہ شیشور ناتھ (سابق صدر آریہ سماج) اور نواب اکبر یار جنگ احمدی قادیانی کا ایک جگہ انصاف کی کرسیوں پر بیٹھنا اور خدا کی مخلوق کے ساتھ عدل کا برتاؤ کرنا سوائے حیدرآباد کے کسی اور ریاست کو میسر نہیں آیا یہ حیدرآباد ہی کا طرۂ امتیاز تھا۔ کہ سکھوں اور مسلمانوں کے تنازعہ متعلق نانڈیڑ کے تصفیہ کے لئے ایک انگریز جج کو بصرف کثیر بلا کر نقد کا فیصلہ کرایا۔ ہم نے حال ہی میں خود حیدرآباد جاکر دیکھا وہاں کوئی ہندو مسلم اختلاف نہیں صرف آریہ سماجی فتنہ پردازی ہے اور گذشتہ پیر کو حیدرآباد۔کشمیر تفریح سپیشل ٹرین نے لاہور کے اسٹیشن پر مظاہرہ کیا کہ کس طرح رعایائے نظام اتحاد و محبت سے رہتی ہے۔ اور حیدرآبادی ہندو کشمیر میں جاکر اپنی آنکھ سے دیکھ لیں گے۔ کہ جہاں ہندو کشمیر نے مسلمان رعایا کو فقیر بنا دیا اور ہندو کا تبدیل مذہب قانوناً غیر ممکن بنا دیا۔ وہاں مسلمان حیدرآباد نے ہندوؤں کو مالا مال کر دیا۔ اور مسلمانوں کے غیر مسلم آریہ بنجانے پر جس کا خود آریوں کو اعتراف ہے۔ کوئی تعرض نہیں کیا۔

(۳)

پنجاب کی آبادی کثیر مسلمان ہے ان کے بولنے کی زبان پنجابی ہے مگر دفتری علمی ادبی زبان اردو ہے پنجاب کا ہندو اسلامی عمامہ پہنتا اسلامی کلچر کا پیرو ہے اگر قشقہ و زنار برہنہ دراوڑ دکنی سے اس کا مقابلہ کیا جائے تو اسلامی اثرات کا صاف پتہ چلتا ہے پنجاب کا پریس اردو ہے "پرتاپ" "ملاپ" جیسے کثیر الاشاعت ہندو روزنامجات اردو میں ہیں۔ مگر باوجود اس کے ہندی والوں کی کوشش ہے کہ یہاں بھی ناگری حروف میں سنسکرت کی نوزائیدہ بچی کا گہوارہ ہو۔ میدان میں یہ کوشش بارآور نہیں ہو سکی اس لئے پہاڑ پر اس کا آغاز کیا گیا ہے۔ پہاڑی ہندو ریاستوں میں ایک مدت سے اسلام کے خلاف تعصب پھیلایا جارہا ہے مسلمانوں کو تبلیغ کی بعض جگہ اجازت نہیں غریب نادار مسلمانوں کو مرتد بنانے کی مستقل

امریکہ کے ایک اخبار میں احمدی مبلغ کی تبلیغی مساعی کا ذکر

امریکہ کا اخبار Stanley کا سٹار Sun اپنی ۱۶ جون ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں صوفی صاحب کا فوٹو دے کر لکھتا ہے۔

صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی جو جماعت احمدیہ کے امریکہ میں ڈائرکٹر اور آج کل یہاں اپنے دوستوں کے مہمان ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ اسلام نے عورت کو بے مثال آزادی بخشی ہے جون ۱۹۳۵ء میں بھی صوفی صاحب Stanley آئے تھے۔ اور جن جن لوگوں کو آپ سے ملنے کا موقعہ ملا۔ ان کے قلوب پر ایک گہرا نقش چھوڑ گئے تھے۔ اپنے قومی لباس میں آپ بہت بارعب نظر آتے ہیں۔ سبز رنگ کا عمامہ۔ باریش چہرہ۔ پُر وقار بشرہ اور شستہ گفتگو کرنے والے ہیں آپ اسلام کے نمائندہ ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ اسے محمڈن ازم کہنا غلط ہے نسوانی ترقی آپ کے نزدیک اسلامی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے مرد و عورت کو مساوی حقوق عطا کئے۔ دونوں کے حقوق کی حفاظت کی۔ اور دونوں کا مرتبہ بلند کیا ہے ہندوستان میں ۸۰،۰۰۰،۰۰۰ اور دنیا میں ۴۰۰،۰۰۰،۰۰۰ مسلمان ہیں۔ آپ اسلام کے اصول کی وضاحت کر کے اسے امریکہ میں ترقی دینے کے لئے آئے ہیں۔ صوفی صاحب کی پیدائش بنگال میں ہوئی۔ اور آپ نے بنگال پنجاب کی یونیورسٹیز میں تعلیم حاصل کی آپ پانچ زبانیں جانتے ہیں۔ جب آپ کلکتہ میں طالب علم تھے۔ تو آپ نے خدمت دین اسلام کے لئے زندگی وقف کر دی تھی۔ ۱۹۲۸ء میں آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے امریکہ میں بھیجا گیا۔ تحریک احمدیت کا مرکز قادیان ہی ہے۔ ۱۹۳۵ء تک آپ نے امریکہ کے طول و عرض میں سفر کئے۔ اس کے بعد ہندوستان چلے گئے اور پھر دسمبر ۱۹۳۶ء میں دنیا کے گرد گھوم کر امریکہ واپس آ گئے۔ آپ نہایت پختہ مسلمان ہیں۔ اور سب سے زیادہ دلچسپی مذہب سے ساتھ رکھتے ہیں۔ دنیا کے ایک شہری کی حیثیت سے دنیا میں قیام امن کے لئے آپ بہت آرزومند ہیں آپ سے پوچھا گیا۔ کہ کیا ہندوستانی خوش ہیں۔ تو آپ نے کہا۔ کہ تمام دنیا کے لوگ ناخوش ہیں۔ دنیا اس وقت بے چینی اور گھبراہٹ میں مبتلا ہے۔ اور جب تک اس پریشانی سے نکل کر ایک نیا دور شروع نہ ہو۔ عام مسرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپ کا پختہ یقین ہے کہ اسلام ہی دنیا کی بیماریوں کا واحد علاج ہے۔ اور اسی پر دنیا کے نئے نظام کی بنیاد ہو گی۔

گاندھی جی کے متعلق آپ نے کہا کہ انہیں اہل مغرب نے غلط سمجھا ہے اور اہل امریکہ نے انہیں بہت بلند درجہ دیدیا ہے۔ وہ صرف ہندوستان کے لیڈروں میں سے ایک ہیں۔ موجودہ اقتصادی مشکلات کے متعلق آپ نے کہا کہ یہ دولت کی غیر مناسب تقسیم کا نتیجہ ہیں۔ اسلام نے ایک اقتصادی نظام پیش کیا ہے۔ جو سب کے لئے وسیع اور منصفانہ ہے۔ یہ کمیونسٹ اصول پر مبنی نہیں۔ کیونکہ اس میں ذاتی ملکیت کی اجازت ہے۔ اور نہ ہی سرمایہ دارانہ ہے۔ کیونکہ مالداروں کو اپنی دولت تقسیم کرنی پڑتی ہے۔ اس کے بڑے بڑے اصول تین ہیں۔ (۱) وراثت۔ آدمی کی جائداد اور اس کی اولاد اور رشتہ داروں کے وسیع حلقہ میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ بڑی سے بڑی جائداد بھی دو تین پشتوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔ اور اس سے سرمایہ داری کا خاتمہ ہوتا ہے۔ (۲) زکوٰۃ۔ اڑھائی فیصدی سالانہ ٹیکس زائد اموال پر لگایا جاتا ہے۔ اور اس طرح حاصل شدہ رقم کو غرباء اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اسے وصول کرنا گورنمنٹ کے ذمہ ہے۔ مگر وہ اسے سرکاری کاموں پر خرچ نہیں کر سکتی۔ (۳) سود خواری کی ممانعت۔ سود سے سرمایہ ہمیشہ بڑھتا ہے۔ سود ہی وہ چیز ہے۔ جو سرمایہ دار کا محافظ ہے۔ اور مزدور کو چونکہ سود دینا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ گھاٹے میں رہتا ہے۔ اس اخبار کے ایک اور اشو میں بھی صوفی صاحب کے متعلق اسی قسم کے ریمارک اور آپ کے خیالات شائع ہوئے ہیں۔

قابل توجہ عہدیداران جماعت احمدیہ

رشتہ ناطہ کی مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنی جماعت کے قابل شادی ہر فرد کے متعلق جملہ کوائف نظارت ہذا کو اس اعلان کی تاریخ اشاعت سے پندرہ دن کے اندر اندر بھجوا دیں۔ اس وقت شعبہ رشتہ ناطہ کو یہ دقت پیش آ رہی ہے۔ کہ لڑکیوں (اعلےٰ تعلیم یافتہ معزز گھرانوں کی) کے کوائف تو ہمارے ہاں درج ہیں۔ مگر لائق لڑکوں کے کوائف سے دفتر ہذا کو کوئی اطلاع نہیں دی جاتی۔ اور ان کے رشتوں کا انتظام اپنے اپنے گھروں میں ہی کر لیا جاتا ہے۔ اندریں حالات اب امید کی جاتی ہے۔ کہ آپ مکمل فہرست ہائے لڑکوں اور لڑکیوں کی اپنی اپنی جماعت کی طرف سے نظارت ہذا کو وقت کے اندر اندر بھجوائیں گے۔ تاکہ رشتہ ناطہ کے معاملات کے متعلق جو دقتیں نظارت ہذا شعبہ رشتہ ناطہ کو اس وقت تک درپیش ہیں وہ آسانی سے دور ہو سکیں۔

ناظر امور عامہ

تحریک جدید سال چہارم کا چندہ قرض لیکر ادا کر دیا

اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق سے جن احباب نے تحریک جدید سال چہارم میں اخلاص اور محبت سے حصہ لیا ہے۔ وہ چونکہ سمجھتے ہیں۔ کہ تحریک جدید کی قربانی اپنی خوشی اور مرضی کی ہے۔ اس لئے باوجود مالی مشکلات اور معذوریوں کے یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اپنا وعدہ جلد پورا کر دیں۔ چنانچہ خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور لکھتے ہیں میں نے دعائیں بھی بہت کیں۔ اور کوشش بھی کی کہ قرض ہی کہیں سے مل جائے تو ۳۱ جولائی تک سال چہارم کا وعدہ پورا کر دوں۔ مگر عبدالرحمٰن کی شادی کی وجہ سے اور دوہرا خرچ اور سفروں کے باعث یہ غلام بہت زیر بار ہو گیا ہے کمیٹی جس کے ملنے کی امید تھی۔ اب پانچ ماہ تک نہیں ملتی۔ حضور پر میرا حال روشن ہے۔ اس لئے دسمبر تک مہلت کا مستدعی ہوں۔ خانصاحب کی طرف سے ۱۳ اگست کو نوے فیصدی وعدے کی رقم داخل ہو چکی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور نے لکھا۔ میں نے اپنے پراویڈنٹ فنڈ سے کچھ رقم قرض لی تھی۔ سلسلہ کی ضروریات میرے ذاتی اخراجات سے مقدم ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج اس میں سے پچاس روپیہ اپنے اور اپنی اہلیہ کے داخل کر کے اللہ تعالےٰ کے اس قرض سے سبکدوش ہو رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے مزید قربانیوں کی توفیق دے۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

مختلف مقامات کے متعلق تبلیغی رپورٹیں

خلاصہ تبلیغی رپورٹ منجانب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن بابت ماہ جولائی ۳۸ء

لٹریچر۔ مختلف تبلیغی لٹریچر ہندوستان کے اندر اور غیر ممالک میں ۵۷ جگہوں پر بھیجے گئے۔ خاص طور پر

	روپے	آنے		
بذریعہ وی۔ پی۔ پی	۵۹	۶	۰	بھیجے گئے
" فری	۵۱	۱	۰	دئیے۔
ریلوے مسافروں میں فروخت	۶۵	۱۴	۰	کئے گئے
کل میزان	۱۷۶	۵	۰	

اخویم عبدالغفور صاحب ریلوے میں لٹریچر فروخت کرنے پر مقرر ہیں اور محنت سے کام کرتے ہیں

ترسیل چندہ جات۔ مختلف چندہ جات ۔ ۔ ۔ ۱۴۰۰ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ارسال کئے گئے جماعت سکندرآباد چندہ تحریک جدید چہارم ۔ ۔ ۔ ۱۵۰۰ دسمبر تا جون میں ادا ہوئے۔ Rs ۱۸۲۱/۰ وعدہ میں سے۔ جماعت سکندرآباد چندہ تحریک جدید چہارم ۔ ۔ ۳۲۱ بقایا جولائی میں ادا کر کے حساب کی ادائیگی مکمل کی گئی۔ بقایا کچھ نہ رہا۔

درس۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ہر شام درس قرآن مجید دیتے ہیں اور میں (عبداللہ الہ دین) خود ہر روز نماز مغرب کے بعد درس ملفوظات احمد سے دیتا ہوں

اسباق۔ بچوں کو اسباق بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

جلسہ تحریک جدید۔ تحریک جدید کے متعلق سکندرآباد میں مردوں۔ عورتوں اور بچوں کے جلسے کئے گئے۔ اور ایک بڑا جلسہ احمدیہ جوبلی بلڈنگ میں کیا گیا جس میں حیدرآباد اور سکندرآباد کے احمدی شامل ہوئے۔ اور تقاریر مطالبات پر کی گئیں۔

ممبروں کی کارگذاری۔ انصاراللہ ممبروں کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام ماہ باقاعدہ کام کیا گیا۔ کاش! جماعت کے دوسرے آنریری مبلغ سیٹھ صاحب کی پیروی کریں۔

خلاصہ تبلیغی رپورٹ منجانب مولوی احمد خان صاحب مبلغ برہما۔ بابت ماہ جولائی۔

تبلیغی ملاقاتیں۔ اس ہفتہ میں قریباً چالیس نفوس سے جو مختلف مذہبوں کے عقائد رکھتے تھے۔ ملاقاتیں کر کے پیغام حق پہنچایا گیا۔ بعض کے شکوک اور سوالات کا ازالہ کیا گیا۔ بعض دوستوں کو تبلیغی ٹریکٹ دئے گئے۔ بعض نے دوبارہ ملنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اور اچھا اثر لے کر گئے۔

خطوط۔ دوران ہفتہ میں تین تبلیغی خط لکھے گئے۔

صدائے احتجاج۔ ایک غیر احمدی نے ایک کتاب لارڈ بدھ کے متعلق لکھی ہے جس میں کچھ گستاخی کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ہماری جماعت کی طرف سے اس کتاب کے خلاف بھی صدائے احتجاج بلند کی گئی ہے۔

لڑائیاں۔ اس کتاب کے باعث انڈین مسلموں اور بدھسٹ برہمیوں کے درمیان سخت لڑائیاں مختلف جگہوں پر ہو رہی ہیں۔ خدا محفوظ رکھے۔

خدام الاحمدیہ کا امتیازی نشان

خدام الاحمدیہ کی شناخت کے لئے تاکہ ان سے استمداد کی جا سکے نیز تاکہ کوئی فتنہ پرداز اپنے تئیں خدام الاحمدیہ کا ممبر ظاہر کر کے کسی کو دھوکہ نہ دے سکے جس کی ذمہ داری بعد میں مجلس پر عائد کر دی جائے۔ ایک نشان تجویز کیا گیا ہے۔ جو ہر رکن کے پاس ہونا ضروری ہوگا۔ اس کی قیمت ۳؍ تجویز کی گئی ہے۔ بیرونی مجالس کے زعماء کرام سے التماس ہے۔ کہ وہ خاکسار کو فوراً مطلع فرماویں۔ کہ ان کے ہاں خدام کے لئے کتنے بیجوں کی ضرورت ہوگی۔ نیز ۳؍ فی کس کے حساب سے قیمت بھی ارسال فرمائیں۔ تا بیج بنوانے کا جلد انتظام کیا جا سکے۔ سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ قادیان۔

صوبہ سندھ کی جماعتوں کو اطلاع

سیکرٹری تعلیم و تربیت پراونشل انجمن کا پتہ آئندہ حسب ذیل ہوگا۔

ڈاکٹر احمد الدین فضل بھمبرو۔ ضلع تھرپارکر — خاکسار احمد الدین

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مدراس ۲۱ اگست۔ ایس۔ آئی ریلوے پر ترچناپلی اور مدراس کے درمیان ایک مسافر گاڑی پٹڑی سے اتر گئی۔ کیونکہ بارش کی وجہ سے لائن بہہ گئی تھی۔ اور کسی کو علم نہ تھا۔ ۲۸ آدمی ہلاک اور ۱۰۷ زخمی ہوئے۔ ایک ڈبہ میں ایک برات بیٹھی تھی۔ جس میں سے صرف ایک بچہ بچ سکا۔

واردہا گنج ۲۱ اگست۔ ناگپور کے ڈیڑھ سو طلباء و دیگر اشخاص گاندھی جی سے ملنے کے لئے جلوس کی صورت میں نعرے لگاتے ہوئے سیگاؤں پہنچے مقصد یہ تھا کہ ان کو بتایا جائے کہ ڈاکٹر کھارے کے معاملہ میں کانگرس ورکنگ کمیٹی کے خلاف کس قدر زبردست ایجی ٹیشن ہو رہی ہے۔ وفد نے مطالبہ کیا۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے متعلق جو ریزولیوشن پاس کیا گیا ہے اسے واپس لیا جائے۔ گاندھی جی نے چونکہ خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہے اس لئے ان کو تحریری جواب دیا۔ کہ میں بھی ڈاکٹر کھارے سے بہت محبت کرتا ہوں۔ لیکن پورے غور کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ ان کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہوئی۔ وقت ہی فیصلہ کرے گا۔ اور ڈاکٹر کھارے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیں گے۔ اور اگر میں نے یہ محسوس کیا۔ کہ میں نے اس معاملہ میں نادانستہ طور پر غلطی کی ہے تو میں معافی مانگ لوں گا۔ میں غنڈہ دل ہی کے ذریعہ آزادی حاصل کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اگر یہ کانگرس میں داخل ہو گئی۔ تو اُسے تباہ کر دے گی۔

لاہور ۲۱ اگست۔ پنجاب کے ۳۶ ہندو معززین نے ایک میموریل تیار کیا ہے۔ جو گورنر پنجاب کی خدمت میں بھیجا گیا ہے۔ اور ان سے درخواست کی گئی ہے کہ زمیندارہ بلوں کو منظور نہ کریں۔

نئی دہلی ۲۱ اگست۔ ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹی نے ایک مجلس مرتب کی ہے جو صوبہ کے لوگوں کے مطالبات حکومت کے پیش کرے گی۔ اور اگر گورنمنٹ نے انہیں منظور نہ کیا۔ تو سول نافرمانی شروع کر دی جائے گی۔

ہری پور ۲۱ اگست معلوم ہوا ہے کہ نواب صاحب امب نے حکم دیا تھا کہ ریاست کا کوئی باشندہ ۱۵ اگست تک حدود ریاست سے باہر نہ جائے اس کی خلاف ورزی کے لئے چھ ماہ قید اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا رکھی گئی تھی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ اس وجہ سے تھا۔ کہ لوگ کانگرس کے سامنے اپنی شکایات پیش نہ کر سکیں۔ نیز ایک کانگرسی ورکر اپنے کام سے ریاست کی حدود میں داخل ہوا۔ تو اسے گرفتار کر لیا گیا۔

لاہور ۲۱ اگست۔ امرتسر سٹی حلقہ کے ضمنی انتخاب برائے پنجاب اسمبلی میں کامیاب ہونے والے امیدوار شیخ محمد صادق صاحب کے خلاف محمد زکریا صاحب کچلو نے انتخابی عذرداری دائر کر دی ہے۔

لکھنؤ ۲۱ اگست۔ یو پی گورنمنٹ نے ایک خط کے جواب میں ہوشیارپور کے ایک ہندو کو اطلاع دی ہے کہ اس کی طرف سے ہندو سبھا کے صدر مسٹر ساورکر۔ بیرسٹر کو ناپسندیدہ ایجی ٹیٹر نہیں کہا گیا۔ اور نہ ہی کسی سرکاری افسر نے ان کے متعلق ایسا کہا ہے۔

شملہ ۲۱ اگست۔ اگرچہ پنجاب گورنمنٹ کی حالت اچھی ہے تاہم اُسے اور زیادہ مضبوط کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ وزیر اعظم نے اپنے مصمم ارادہ کا اظہار کیا ہے کہ وہ چھوٹے زمینداروں کی امداد ضرور کریں گے۔ مالیہ میں مستقل طور پر تخفیف کرنے میں پنجاب ہندوستان بھر میں پہلا صوبہ ہوگا۔ امتناع مسکرات کی تجویز بھی پانچ اضلاع میں کی جانے والی ہے۔ اور تخفیف اخراجات اور آمدنی کے نئے ذرائع سوچنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جا چکی ہے جو امید ہے بعض نئے ٹیکس تجویز کرے گی۔

بریلی ۲۱ اگست۔ ہندو ایک جگہ ایک چبوترہ تعمیر کرنا چاہتے تھے جس پر مسلمانوں کو اعتراض تھا۔ ہندوؤں نے تعمیر شروع کر دی۔ اور اس پر فساد ہو گیا پولیس پر بھی سنگ باری کی گئی جس کے نتیجہ میں چار کنسٹیبل زخمی ہوئے حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ شہر میں مکمل ہڑتال ہے۔ حکام سمجھوتہ کی کوششیں کر رہے ہیں

لنڈن ۲۱ اگست اخبار سپیکٹیٹر میں ایک شخص نے جو ہندوستان میں کافی عرصہ رہ چکا ہے۔ ایک مضمون شائع کیا ہے۔ کہ آسٹریا اور جرمنی سے نکالے ہوئے یہودیوں کو ہندوستان میں اور خاص حیدرآباد دکن و میسور میں آباد کیا جا سکتا ہے اور گاندھی جی سے اپیل کی ہے کہ ان قابل لوگوں کو ہندوستان میں آباد کرنے میں مدد کریں۔

جالندھر ۲۱ اگست۔ ڈپٹی کمشنر نے حکومت پنجاب سے سفارش کی ہے کہ بنگہ میونسپلٹی کے چار کانگرسی ممبروں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ کیونکہ انہوں نے حلف وفاداری کے خلاف بلدیہ کی عمارت پر کانگرسی جھنڈا گاڑنے کے حق میں ووٹ دئے ہیں۔

مدراس ۲۱ اگست۔ مدراس کے وزراء کو تہدید آمیز مکتوب موصول ہوئے ہیں۔ جن میں انہیں دھمکی دی گئی ہے۔ کہ اگر وہ ہندی کی جبری تعلیم کی ترویج سے دست کش نہ ہوئے تو ان کے خلاف تشدد سے کام لیا جائیگا یہ مکتوب سرخ سیاہی سے لکھے گئے ہیں اور ان پر ریوالور کی تصویر بھی ہے

شملہ ۲۱ اگست مسلم لیگ کے بعض ارکان نے صدر لیگ کی اجازت سے یہودیوں کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ ممبر دورہ تک سارے ہندوستان کا دورہ کریں گے۔ اور برطانوی مال و یہودیوں کے بائیکاٹ کی تحریک کریں گے۔ تقریروں کے ساتھ لٹریچر بھی تقسیم کریں گے۔ ان ممبروں نے ایک اپیل بھی شائع کی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ فلسطین کے عربوں سے لفظی ہمدردی تو بہت کی گئی ہے مگر یہ کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اس لئے عملی قدم اٹھانا چاہئے۔

الہ آباد ۲۱ اگست۔ پچھلے دنوں جب جاپانیوں نے کینٹن پر بمباری کی۔ تو اس شہر کے میئر نے ایک اپیل براڈکاسٹ کی تھی۔ کہ جاپانیوں کی بربریت کے خلاف احتجاج کیا جائے اس پر گیا میونسپلٹی کے صدر نے ایک اپیل شائع کی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ مہاتما بدھ کے شہر کا شہری ہونے کی حیثیت سے میں مہاتما بدھ کے نام پر اہل جاپان سے کہ وہ بھی اسی کے پیرو ہیں۔ اپیل کرتا ہوں۔ کہ اس قسم کی وحشیانہ سرگرمیوں سے باز آجائیں اور اہل کینٹن سے پوری ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔

مدراس ۲۱ اگست۔ مسٹر ایم سی راجہ نے جو اچھوتوں کے لیڈر ہیں کانگرس کے ایک جلسہ میں تقریر کی دعوت کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مدراس اسمبلی ہریجنوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے تمام مساعی کو بے اثر کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اس لئے میں اس کے زیر اہتمام جلسہ میں تقریر نہیں کر سکتا۔

کلکتہ ۲۱ اگست جمعہ کے روز برما سے ہندوستانیوں کا ایک اور قافلہ جو ۱۰۰ افراد پر مشتمل ہے یہاں پہنچا۔ یہ لوگ حکومت بنگال کو بھی برما میں ہندوستانیوں کی ناگفتہ بہ حالت سے آگاہ کریں گے۔

لنڈن ۲۱ اگست۔ جرمنی میں ہوائی جہاز نہایت سرعت سے تیار کئے جا رہے ہیں۔ روزانہ بیس اور ماہانہ ۶۰۰ جہاز تیار ہو رہے ہیں۔ نوجوانوں کو بھی بڑے زور شور سے ہوائی ٹریننگ دی جا رہی ہے حتیٰ کہ اوسطاً ایک درجن نوجوان روزانہ یہ ٹریننگ [illegible] رہے ہیں۔